ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

ارکان وشرائطِ بیع کے تناظر میں اقسام بیوع کا جائزہ

ASSESSMENT OF SALES CONTRACT VARIETIES IN CORRESPONDENCE WITH ELEMENTS AND CONDITIONS OF TRANSACTION

***Dr. Hafiz Muhammad Arshad Habib**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NCBA&E, Sub Campus, Multan

****Dr. Muhammad Anas Raza**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NCBA&E, Sub Campus, Multan

ABSTRACT:
Islamic law emphasizes gradualism and flexibility, prioritizing ease and accommodation in its legal framework. While Islamic jurisprudence does not mandate actions that lead to hardship or unbearable situations, it offers numerous examples advocating leniency and facilitation in fulfilling obligations. The Quran and Hadith underscore the importance of adopting ease and flexibility in various contexts. Islam provides a fundamental principle that causing harm is unacceptable, applicable particularly in transactions where contracts must not burden parties excessively. Furthermore, Islam prohibits transactions involving harm, such as usury, which may exploit the needy or exacerbate economic inequality. Transactions, pivotal in societal life, are guided by stipulations and regulations in Islamic law, ensuring comprehensive guidance in commercial dealings. This article provides an overview of the conditions of sale in Islamic jurisprudence, illustrating how Islamic law facilitates successful transactions while upholding its expansive principles.
Keywords: *Fiqh, Conditions, Sales, Types of Sale, Islamic jurisprudence.*

فقہ اسلامی کا ایک امتیازی وصف جامعیت اور ہم گیریت ہے، چناں چہ اس میں ایک طرف عقائد وعبادات کے بارے میں ہدایات ہیں تو دوسری طرف معاملات اور خاندانی تعلقات کے اصول و قوانین بھی ہیں، اس میں بین الاقوامی روابط کے متعلق راہ نمائی بھی ہے اور سیاسی و معاشی نظام کی صورت گری بھی ہے جبکہ دنیا کے وضعی قوانین میں اتنی جامعیت وہمہ گیریت نہیں ہے، عقائد واخلاق اور عبادات کے لیے ان قوانین میں کوئی جگہ نہیں ہے، عابد و معبود کے درمیان ارتباط و تعلق اورانسان پر خالق کائنات کے حقوق وفرائض کے بارے میں دنیاوی قانون میں کوئی راہ نمائی نہیں ہے، جب کہ فقہ اسلامی ایک جامع و مکمل قانون ہے، جو انسان کے تمام شعبہ ہائے حیات کو محیط ہے اور قدم قدم پہ یہ انسان کی راہ نمائی کرتا ہے اوراس کے لیے چراغ راہ کا کام دیتا ہے۔

فقہ اسلامی اپنی عالمگیر یت کے باعث معیشت جیسی اہم امر سے ہر گز غافل نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہمیں معیشت کے ایسے اصول فراہم کر دیے ہیں جن کی وجہ سے معیشت ترقی کے زینے بھی پار کرتی رہے اور زر وزمین کو چند افراد کے ہاتھوں میں سمیٹنے سے بچنے کا سامان بھی مہیا ہو۔ مقالہ ھٰذا میں بیع کی شرائط کا فقہ اسلامی کے تناظر میں جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ جہاں خرید و فروخت جیسے اہم اُمور بخوبی سرانجام دیے جاسکیں وہیں فقہ اسلامی کی وسعت بھی عیاں ہو۔

بیع کا معنی ومفہوم

بیع عربی زبان کا لفظ ہے اس کا مادہ ب' ی' اور ع یہ تین حروف ہیں۔

بیع کا لغوی معنی مطلقاً تبادلہ ہے اور یہ شراء کی ضد ہے، اردو میں بیع کا لغوی معنی بیچنا اور شراء کا معنی خریدنا ہے اور جس چیز کو بیچا جائے اس کو مبیع اور سودا کہتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی المتوفی 502ھ المفردات میں بیع کا لغوی معنی لکھتے ہیں:

قیمت والی چیز دے کر دوسری قیمت والی چیز لے لینا بیع ہے اور خریدنے اور بیچنے دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔[1]

سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی المتوفی 1205ھ تاج العروس میں بیع کا معنی لکھتے ہیں:

بیع کا لفظ خرید و فروخت دونوں پر دلالت کرتا ہے اور یہ بیع کا لفظ کلام عرب میں اضداد کی قبیل سے ہے۔[2]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

علامہ ابو بکر بن مسعود کسانی المتوفی 588ھ بیع کا اصطلاحی معنی بیان کرتے ہیں:

و ھی مبادلۃ شئ و مرغوب بشئ مرغوب[3]

کسی مرغوب شے کا دوسری مرغوب شے سے تبادلہ کرنا بیع کہلاتا ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی المتوفی 1055ھ لکھتے ہیں:

وشرعامبادلۃ شئی مرغوب فیہ بمثل علی وجہ مفید [4]

علامہ عبد اللہ بن محمود الموصلی المتوفی 683ھ بیع کی تعریف یوں کرتے ہیں:

مبادلۃ المال المتقوم بالمال المتقوم تملیکا وتملکا [5]

انہوں نے مرغوب فیہ کے تبادلے کے بجائے متبادل المال بالمال کو بیع کہا ہے۔ بعض فقہاء احناف بیع کی تعریف میں لفظ تراضی کی قید کو لگاتے ہیں جیسے صاحب البحر الرائق صاحب کنز، صاحب فتح القدیر وغیرہ۔

جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ نساء کی آیت نمبر 29 میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْباطِلِ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ تِجارَةً عَنْ تَراضٍ مِنْكُمْ [6]

اے ایمان والو! آپس میں ناحق مال مت کھاؤ۔ البتہ تم باہمی رضامندی سے تجارت کر سکتے ہو۔

امام ابو عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی کے نزدیک بیع کا اصطلاحی معنی ہے:

مالک بنانے اور مالک بننے کیلئے مال کا مال سے تبادلہ کرنا یہ بیع کہلاتا ہے۔[7]

محمد بن محمد بن عبد الرحمن الحطاب کے نزدیک بیع کا اصطلاحی معنی ہے:

بیع ایک ایسا عقد ہے جس میں معاوضہ سلم اور صرف ہو جائے بیع کہلاتا ہے[8]

بیع کے ارکان

بیع کے دو ارکان ہیں: 1۔ ایجاب 2۔ قبول

خرید و فرخت میں جو پہل کرے گا اس کا قول ایجاب کہلائے گا۔ اگر دوسرا فریق اس کو منظور کرلے تو اس کو قبول کہیں گے۔[9]

بیع کی شرائط

علامہ بدرالدین زرکشی کے نزدیک شرط کی تعریف یہ ہے:

''الشرط مایلزم من عدمہ العدم، ولا یلزم من وجودہ وجودو لاعدم لزاتہ ''[10]

شرط وہ ہے جس کی عدم موجودگی سے اس پر منحصر چیز کا عدم لازم آتا ہے اور اس شرط کے وجود میں آنے سے اصل چیز کا وجود میں آنا لازم نہیں آتا۔ شرط بھی کسی چیز کو وجود میں لانے کیلئے اتنی ہی اہم ہے جتنا کہ رکن، شرط اگرچہ اس چیز کا داخلی جزو نہیں ہوتی لیکن اس چیز کا وجود شرط پر موقوف ہوتا ہے۔ رکن کی طرح شرائط کو بھی کسی چیز سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے بغیر اصل چیز کا وجود ہی نہیں ہوتا۔

بیع کی شرط دراصل وہ شرائط ہیں جو بیع کی تکمیل، انعقاد اور بیع پر عمل کرنے کیلئے مدد اور معاون ثابت ہوتی ہے۔ یہ شرائط بیع کا لازمی جزو شمار کی جاتی ہیں۔

بیع سے متعلق چار قسم کی شرائط ہیں:

1۔ شرائط انعقاد 2۔ شرائط نفاذ 3۔ شرائط صحت 4۔ شرائط لزوم

شرائط انعقاد

انعقاد سے مراد ہے:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

''انضمام کلام احد المتعاقدین الی الاخر علی وجہ یظہر اثرہ فی المحل شرعاً''[11]

کہ فریقین کے کلام کا آپس میں اس طرح مل جانا کہ مبیع پر اثر ظاہر کردے۔ایسی شرائط جو بیع کے انعقاد کیلئے ضروری ہیں وہ بیع کی شرائط انعقاد کہلاتی ہیں۔اگر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو بیع باطل ہوگی۔

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی[12] کے مطابق:

''ھی مایشترط تحققہ لجعل العقد فی ذاتہ منعقدا شرعاً والاکان باطلا''[13]

وہ امور کہ جن کا معاہدہ کے شرعی طور پر انعقاد کیلئے پایا جانا مشروط ہے اگر وہ نہ ہوں تو معاہدہ باطل ہو جائے شرائط انعقاد کہلاتے ہیں۔

انعقاد کی شرائط میں سے بعض کا تعلق عاقدین سے ہوتا ہے۔بعض کا نفس عقد سے اور بعض کا عقد کے محل سے اور بعض کا معقود علیہ۔[14]

عاقدین (بائع اور مشتری) سے متعلقہ شرائط

(الف) اہلیت: بائع اور مشتری کیلئے معاہدہ کی اہلیت کا ہونا شرط ہے۔یہ اہلیت تصرف کہلاتی ہے اور اس اہلیت کی بنیاد عقل ہے جیسا کہ امام کاسانی کہتے ہیں:

''ان یکون عاقلاً فلا ینعقد البیع المجنون والصبی الذی لا یعقل''[15]

کہ بائع اور مشتری عاقل ہوں پس مجنون' صغیر سن (صبی غیر ممیز) اس اہلیت کے عدم کے باعث لین دین کے معاہدے کے اہل نہیں۔

احناف نے عاقل یا ممیز کیلئے عمر کی حد سات سال رکھی ہے۔ایسا بچہ جو کھوٹے اور کھرے کی تمیز رکھتا ہو وہ معاہدہ بیع کرنے کا اہل تصور ہوگا۔ان کے نزدیک بلوغت شرط نہیں۔البتہ شافعیہ اور حنابلہ نے بلوغت کی شرط بھی عائد کی ہے۔جیسا کہ الاقناع میں ہے:

''ان یکون العاقد جائز التصرف وھو البالغ الرشید''[16]

(ب) تعداد: عاقدین کیلئے دوسری شرط تعداد کی ہے۔معاہدہ بیع میں فریقین کم از کم تعداد میں دو ہوں کہ ایک ہی شخص کا دونوں طرف سے ایجاب وقبول کرنا درست نہ ہوگا۔

''العدد فی العاقد فلا یصلح الواحد عاقد امن الجانبین فی باب البیع''[17]

سوائے والد کا جو اپنے چھوٹے بیٹے کا مال اس کی اصل قیمت پر فروخت کرے یا اتنی قیمت پر جسے لوگ برداشت کرتے ہوں یا اس نے بچے کا مال خود اپنے ہی لئے مذکورہ شرائط کے ساتھ خریدا ہو تو وہ معاہدہ بیع کا ایک ہی فریق ہوگا۔

نفس عقد کی شرائط

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معاہدہ بیع کے انعقاد اور معاہدہ کی درستگی کیلئے ایجاب وقبول میں مطابقت کا ہونا ضروری ہے اور یہ مطابقت مبیع اور ثمن دونوں میں ہونی چاہئے۔فتاویٰ شامی میں ہے:

''ان یکون القبول موافقاللایجاب فان خالفہ بان قبل غیر ماالجوہ ا وبعض مااوجبہ اوبغیر ما اوجہ او للبعض ما اوجبہ لا ینعقد من غیر ایجاب مبتد اموافقا''[18]

کہ قبول ایجاب کے موافق ہو۔ایجاب وقبول میں اختلاف نہ ہو۔ایسا نہ ہو جو ایجاب کیا جائے اس کے علاوہ کسی کو قبول کرے یا ایجاب کے بعض حصے کو قبول کرے یا ایجاب کے بعض کو غیر قبول کرے تو یہ ایجاب وقبول میں عدم موافقت کی وجہ سے بیع منعقد نہ ہوگی۔جیسے ایک شخص دس کتابیں سو روپے میں بیچنے کا ایجاب کرتا ہے اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ میں چھ کتابیں اسی روپے میں خریدتا ہوں تو ایجاب وقبول میں عدم موافقت کی بدولت یہ معاہدہ منعقد نہ ہوگا۔

مکان عقد کی شرط

مکان العقد کی شرط اتحاد المجلس ہے۔یعنی بائع اور مشتری ایک ہی مجلس میں ہوں۔

''ان کان الایجاب والقبول فی مجلس واحد''[19]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

اور ایک مجلس میں اختلاف واقع ہو جائے تو معاہدہ منعقد نہیں ہوتا۔
فان اختلف المجلس لا ینعقد [20]
اگر ایک شخص ایجاب کرتا ہے اور دوسرا شخص مجلس سے کھڑا ہو جائے یا وہیں بیٹھ کر کسی کام میں مشغول ہو جائے یا اپنی جگہ سے ہٹ جائے یا کوئی ایسا فعل کرے جو ایجاب سے اعراض پر دلالت کرتا ہو تو یہ مجلس سے اختلاف واقع ہو جائے گا تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔ کتاب الاختیار میں ہے کہ:
''وایہام قام قبل القبول بطل الایجاب لانہ یدل علی الاعراض''[21]
اور اب اگر اختلاف مجلس کے بعد ایجاب کو قبول کرے گا۔ ایجاب و قبول میں اتحاد نہ ہونے کی بدولت بیع منعقد نہ ہوگی۔ اگر فریقین ایک مجلس میں موجود نہ ہوں تو خط و کتابت کے ذریعے ایجاب و قبول کرنے میں اتحاد مجلس کا اعتبار اس وقت کیا جائے گا جب غائب فریق کو اطلاع مل جائے اور وہ اس تحریر کے پڑھتے ہی ایجاب کرے۔

معقود علیہ (مبیع) کی شرائط

وہ شے جس کی بیع کی جا رہی ہو وہ معقود علیہ یا مبیع کہلاتی ہے۔ مثلاً گاڑی کی خرید و فروخت میں گاڑی معقود علیہ یا مبیع ہے۔ مبیع کی بھی چند ایک شرائط ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) مبیع کا وجود ہونا: بیع کرتے وقت مبیع کا وجود ہونا شرط ہے۔ کسی ایسی چیز کی بیع کرنا جس کا وجود ہی نہ ہو یا جس کے عدم وجود کا خطرہ ہو تو یہ جائز نہیں۔ امام کاسانی اس بارے میں یوں رقم طراز ہیں:
''ان یکون موجود افلا ینعقد بیع المعدوم ومالہ خطر العدم کبیع نتاج النتاج بان قال بیعت ولد ولد ہذہ الناقۃ وکذا بیع الحمل [22]
پس معدوم کی بیع منعقد نہ ہوگی اور ایسی چیز جس کے عدم کا خطرہ ہو جیسے اونٹنی کے بچے کی بیع یعنی کوئی اس طرح کہے میں اس اونٹنی کے بچے کے بچے کو فروخت کرتا ہوں تو یہ معدوم کی بیع ہے جو کہ ابھی وجود میں ہی نہیں آیا اور اسی طرح حاملہ اونٹنی کی بیع کرنا کہ اس کے معدوم ہونے کا خطرہ ہے۔ تو اس کی بیع جائز نہیں ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے بیع السلم کو اس شرط سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

(ب) مبیع کا مال ہونا: مبیع کا مال ہونا شرائط انعقاد میں سے ہے جیسے کہ بدائع الصنائع میں ہے:
''ان یکون مالا ''[23]
مال سے مراد وہ چیز کہ جس کی طرف انسان رغبت رکھتا ہو اور وہ چیز نافع بھی ہو۔

(ج) مبیع کا ملکیت ہونا: مبیع کا کسی کی ملکیت ہونا شرط ہے۔
''ان یکون مملوکالان البیع لملیک ''[24]
کیونکہ بیع اصل میں ملکیت کا حصول ہے چنانچہ ایسی چیز جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اس پر معاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً دریا کا پانی جو کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتا۔ اس کو فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اسے برتنوں میں بھر کر لا کر فروخت کیا جائے تو جائز ہے۔

(د) مبیع قابل انتقال ہو: عقد کے وقت مبیع کا دوسرے فریق کے حوالے کرنا ممکن ہو۔
''ان یکون مقدور التسلیم عندالعقد' فان کان معجوز تسلیم عنہ لا ینعقد''[25]
پس اگر مالک کے پاس مال موجود ہو لیکن اسے آگے منتقل کرنے پر قادر نہ ہو تو بیع منعقد نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کا اصل مقصد مملوکہ چیز دوسرے کے سپرد کرنا ہے۔ تاکہ وہ اس سے انتفاع کر سکے۔ لہٰذا امام کاسانی فرماتے ہیں کہ ہوا میں پرندے اور پانی میں مچھلی کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ البتہ بیع السلم کو حدیث کی بناء پر مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔
ڈاکٹر وہبۃ الزوحیلی کے نزدیک مبیع کا بائع کی ملکیت ہونا شرائط انعقاد سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق شرائط نفاذ سے ہے۔[26]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

شرائط نفاذ

یہ ایسی شرائط ہیں جن پر معاہدہ کا نفاذ موقوف ہوتا ہے۔یعنی جب یہ شرائط پائی جائیں تو بیع نافذ العمل ہوگی۔بدائع الصنائع میں ہے:

''شرط النفاذ و هو مالا يثبت الحكم بدونه وان كان قدينعقذ التصرف بدونه [27]

ایسی شرط کہ جس کے بغیر حکم ثابت ہی نہ ہو اگرچہ اس کے بغیر تصرف منعقد ہو جائے شرط نفاذ کہلاتی ہے۔بیع کی شرائط نفاذ دو ہیں:

(الف)ملکیت یا ولایت کا ہونا: معاہدہ کے وقت مبیع کا بائع کی ملکیت ہونا شرط ہے۔ملکیت یہ ہے کہ

''ان يكون المبيع مملوكا للبائع ''[28]

پس ایسا فرد جو کسی چیز کا مالک نہیں ہے اور وہ عاقد کی طرف سے معاہدہ کرے اسے فضولی کہتے ہیں اور اس معاہدہ کو معاہدہ فضولی کہتے ہیں۔فضولی (Third Party) کی تعریف یہ ہے۔

''هو من يتصرف بحق الغير بدون اذن شرعى ''[29]

وہ جو کسی دوسرے کے حق میں شرعی اذن کے بغیر تصرف کرتا ہے۔گویا فضولی ایسا شخص ہوتا ہے جو معاہدہ کا فریق تو نہیں ہوتا لیکن فریق کی طرف سے اہلیت تصرف کی بناء پر معاہدہ کر سکتا ہوتا ہے۔جیسا کہ امام کاسانی فرماتے ہیں:

'' فلاينعقد بيع الفضولى لانعدام الملك و الولاية لكنه ينعقد موقوفا على اجازة المالك ''[30]

جبکہ امام شافعی کا نقطہ نظر ہے کہ جو شخص معاہدہ کر رہا ہو۔یعنی ایجاب و قبول کر رہا ہو تو وہ مالک اور مختار ہو گا تو معاہدہ منعقد ہو گا۔لہٰذا ان کے نزدیک ملک اور ولایت معاہدہ کے انعقاد کی شرط ہے۔بایں وجہ ان کے نزدیک عقد الفضولی باطل ہے۔[31]

(ب) مبیع میں بائع کے علاوہ کسی دوسرے فرد کا حق نہ ہو: بیع کے نفاذ کیلئے دوسری شرط یہ ہے کہ مبیع میں بائع کے علاوہ کسی دوسرے فرد کا حق نہ ہو۔جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

''ان لا يكون فى المبيع حق الغير البائع فان كان لا ينفذ ''[32]

لہٰذا اگر بیع میں کسی دوسرے شخص کا حق ہو تو معاہدہ موقوف اور غیر نافذ ہو گا۔مثلاً مرہونہ چیز میں رہن رکھنے والے کا حق ہوتا ہے۔اس لئے اس کو آگے فروخت نہیں کیا جا سکتا۔البتہ راہن کی مرضی پر موقوف ہے۔

شرائط صحت

ایسی شرائط جن کی موجودگی سے ایک درست بیع وجود میں آتی ہے۔بیع کی شرائط صحت کہلاتی ہیں۔ڈاکٹر وہبہ کے بقول:

هى ما يشترط شرعا لترتيب آثار العقد فان فقدت كان العقد فاسدا [33]

یہ شرائط شرعی اثر مرتب کرنے کیلئے ضروری ہیں ان میں سے اگر کوئی شرط مفقود ہو تو بیع فاسد ہو گی اور فساد دور کرنے سے بیع درست اور نافذ العمل ہو گی۔

بیع کی شرائط صحت دو قسم کی ہیں۔[34] ایک عمومی شرائط اور دوسری خصوصی شرائط۔خصوصی شرائط اپنے محل کے اعتبار سے الگ ہو سکتی ہیں جبکہ عمومی شرائط سے مراد ایسی شرائط ہیں جو بیع کی تمام اقسام کو شامل ہیں۔مثلاً بیع کو جہالت' مجبوری' وقت کی قید' دھوکے' نقصان اور شروط فاسدہ سے خالی ہونا چاہئے۔بیع کی صحت کیلئے عاقدین کی رضامندی ضروری شرط ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَأْكُلُوا أَمْوالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْباطِلِ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ تِجارَةً عَنْ تَراضٍ مِنْكُمْ [35]

چنانچہ اگر عاقد کو مجبور کیا جائے تو احناف کے نزدیک بیع منعقد ہو جائے گی لیکن فاسد ہو گی۔فساد دور کرنے پر بیع درست ہو جائے گی۔

بیع کی اقسام ائمہ فقہاء کے نزدیک

(الف)عقد کے اعتبار سے بیع کی چار اقسام:

1۔بیع نافذ 2۔بیع موقوف 3۔ بیع باطل 4۔بیع فاسد

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

1۔ بیع نافذ: ایجاب وقبول ہونے کے ساتھ ہی فوراً حق ملکیت حاصل ہو جائے تو اس کو بیع نافذ کہتے ہیں[36]

2۔ بیع موقوف: اگر بائع یا مشتری نے اپنا ایجاب وقبول کسی دوسرے شخص کی اجازت پر موقوف کیا ہو تو اس صورت میں بیع واقع تو ہو جائے گی مگر یہ بیع موقوف ہوگی۔[37]

3۔ بیع باطل: جس صورت میں بیع کا کوئی رکن نہ پایا جائے وہ چیز خرید و فروخت کے قابل نہ ہو تو وہ بیع باطل ہے۔[38]

4۔ بیع فاسد: اگر رکن بیع (یعنی ایجاب وقبول یا چیز کے لین دین میں یا محل بیع میں یعنی مبیع میں) خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور خرابی ہو تو ایسی بیع بیع فاسد کہلائے گی۔[39]

(ب) مبیع کے اعتبار سے چار اقسام:

1۔ بیع مقایضہ 2۔ بیع صرف 3۔ بیع سلم 4۔ بیع مطلق

1۔ بیع مقایضہ: ایسی بیع جس میں مال کا تبادلہ مال سے کیا جائے۔ ان میں سے ایک مبیع اور دوسرا ثمن یا قیمت کے قائم مقام بن جائے۔

2۔ بیع صرف: ثمن کی بعض دوسرے ثمن کے ساتھ بیع کرنا بیع صرف کہلاتی ہے۔

3۔ بیع سلم: ایسی بیع جس میں غیر حاضر مبیع کی قیمت پہلے سے وصول کر لی جائے۔

4۔ بیع مطلق: اشیائے صرف کو نقود کے عوض فروخت کرنا بیع مطلق کہلاتا ہے، جیسے روپے دے کر گندم کی خریداری کرنا۔[40]

(ج) قیمت کے اعتبار سے بیع کی اقسام:

1۔ بیع مساومہ 2۔ بیع مرابحہ 3۔ بیع تولیہ 4۔ بیع وضیعہ

1۔ بیع مساومہ: کوئی شے کسی قدر نقد قیمت کے عوض کے خریدی خواہ وہ قیمت اس کی بازاری قیمت کے برابر ہو یا کم ہو یا پھر زیادہ ہو۔

2۔ بیع مرابحہ: خریدار ایک شے باقاعدہ معاہدہ تجارت سے خریدے۔ پھر قیمت اول پر کچھ نفع مقرر کرے کہ اسے آگے دوسرے خریدار کو بیچ دے اس کو بیع مرابحہ کہتے ہیں۔

3۔ بیع تولیہ: ایسی بیع خریدار نے جتنے میں کوئی شے خریدی اتنی ہی قیمت میں آگے بیچ دی۔

4۔ بیع وضیعہ: نقصان کی بیع کرنا یعنی مشتری کا اپنے کو نقصان دے کر کوئی چیز بیچنا۔[41]

بیع تعاطی

بیع کی ایک قسم وہ ہے جو ایجاب وقبول سے منعقد ہوتی ہے۔ مثلاً بائع کہے میں نے یہ چیز بیچ دی اور مشتری کہے کہ میں نے یہ چیز خرید لی اور دوسری قسم یہ ہے کہ خریدار بیچنے والے کو کسی چیز کی قیمت ادا کرے اور بیچنے والا خریدار کو وہ چیز دے دے۔ بغیر اس کے کہ وہ ایجاب وقبول (میں نے فروخت کی اور میں نے خرید کہیں) کریں۔ اس بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔[42]

بیع صرف

شمس الائمہ علامہ سرخسی بیع صرف کی تعریف کرتے ہیں:

هو مبادلة الاثمان بعضها ببعض[43]

بعض ثمن کی بعض دوسری ثمن کے ساتھ بیع کو بیع صرف کہتے ہیں۔

کرنسی نوٹ چونکہ فی نفسہ غیر متعین ہوتے ہیں۔ اس لئے جب کرنسی نوٹوں کی کرنسی نوٹوں سے بیع کی جائے تو اس میں ادھار جائز نہیں ہے۔ خواہ ایک ملک کے کرنسی نوٹوں کی اسی ملک کی کرنسی سے بیع ہو یا دوسرے ملک کے کرنسی نوٹوں سے بیع ہو۔ کیونکہ جس طرح دینار اور درہم غیر معین ہوتے ہیں اسی طرح کرنسی نوٹ بھی غیر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

معین ہیں۔

نوٹ کی نوٹ کے عوض بیع صرف اس وقت صحیح ہے جب مجلس عقد میں دونوں عوض موجود ہوں۔ مساوی ہوں اور ان کو تعیین سے متعین کر لیا جائے اور بیع صرف میں ادھار کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیع صرف، ثمن کے بدلے میں ثمن کی بیع ہے اور اثمان غیر معین ہوتی ہیں اور غیر معین کی غیر معین سے بیع جائز نہیں ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما ایک منزل میں اکٹھے ہوئے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ قَالَ أَحَدُهُمَا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْ الْآخَرُ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ قَالَ أَحَدُهُمَا مَنْ زَادَ أَوْ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى وَلَمْ يَقُلْ الْآخَرُ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا۔[44]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجوریں کھجوروں کے بدلے... دونوں میں سے ایک راوی نے یہ الفاظ جن میں نمک کا ذکر ہے بیان کیے تھے جبکہ دوسرے نے بیان نہیں کیے...اور نمک نمک کے بدلے بیچیں مگر جبکہ دونوں ایک دوسرے کے برابر ہوں (اور بیع نقد ہو)۔ جو شخص زیادہ دے گا یا لے گا، اس نے سودی کاروبار کیا ... یہ الفاظ (جو شخص زیادہ دے گا یا لے گا) بھی دونوں میں سے ایک راوی نے بیان کیے تھے، دوسرے نے بیان نہیں کیے ... البتہ آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم سونے کو چاندی کے بدلے، چاندی کو سونے کے بدلے، گندم کو جو کے بدلے اور جو کو گندم کے بدلے جیسے چاہیں بیچیں بشرطیکہ سودا نقد ہو۔

بیع سلم

سلم اور سلف کا وزن اور معنی واحد ہے۔ اس کا لغوی معنی ادھار ہے۔ علامہ ماوردی نے ذکر کیا ہے کہ سلف اہل عراق کی لغت ہے اور سلم اہل حجاز کی لغت ہے اور اصطلاح شرح میں اس کا معنی ہے۔ بیع آجل بعاجل ادھار چیز کو نقد رقم کے عوض فروخت کرنا۔[45]

مثلاً کھجوروں کے پیدا ہونے سے پہلے پانچ کلو گرام کھجوروں کو پچاس روپے کے عوض فروخت کرنا اور دو ماہ بعد کھجوریں دینے کا کہنا۔

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں: اس عقد کو سلم اور سلف اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بیع اپنے وقت سے پہلے ہوئی ہے کیونکہ بیع کا وقت وہ ہے جب معقود علیہ عاقد کی ملک میں ہو اور عادۃً بیع سلم یا سلف اس وقت کی جاتی ہے۔ جب چیز فروخت کرنے والے کی ملک میں نہیں ہوتی۔ پس چونکہ یہ عقد اپنے وقت سے پہلے منعقد ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو بیع سلم کہتے ہیں۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ بیع ناجائز ہو۔ کیونکہ بیع المعدوم جائز نہیں ہے لیکن ہم نے کتاب اور سنت کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ۔[46]

اے ایمان والو! جب تم ایک مدت معینہ کیلئے ادھار بیع کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ کتاب اللہ میں سلم کا ذکر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔[47]

بیع سلم کی شرائط کے حوالے سے علامہ ابو الحسن مرغینانی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیع سلم کی صحت کیلئے سات شرائط ضروری ہیں:

1۔ جنس معلوم ہو۔ مثلاً گندم ہے یا جو۔

2۔ نوع معلوم ہو۔ مثلاً بارانی زمین کی گندم ہے یا نہری زمین میں۔

3۔ صفت معلوم ہو۔ مثلاً عمدہ ہے یا ردی۔

4۔ مقدار معلوم ہو۔ مثلاً اتنے کیل یا اتنے کلو گرام ہے۔

5۔ مدت معلوم ہو۔

6۔ راس المال (ثمن) معلوم ہو۔

7۔ جس جگہ مسلم فیہ کو سپرد کیا جائے گا اس جگہ کا تعین ہو۔

ان شرائط کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ان کی جہالت کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہوگا۔ ہر چند کہ حدیث میں وزن معلوم اور اجل معلوم کا ذکر ہے لیکن جس طرح ان کی جہالت نزاع کا سبب ہے۔ اسی طرح باقی شرائط سے جہالت بھی نزاع کا سبب ہے۔[48]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلاثَ، فَقَالَ: مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ، فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ .[49]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، اس وقت اہل مدینہ دو سال اور تین سال کی قیمت پہلے ادا کر کے کھجور کی بیع سلف کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کھجور میں بیع سلف کرے یعنی قیمت پیشگی ادا کر دے تو اسے چاہیئے کہ یہ بیع متعین ناپ تول اور مقررہ میعاد پر کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ بَنِي فُلَانٍ أَسْلَمُوا لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ، وَإِنَّهُمْ قَدْ جَاعُوا، فَأَخَافُ أَنْ يَرْتَدُّوا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عِنْدَهُ ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ: عِنْدِي كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ قَدْ سَمَّاهُ أُرَاهُ، قَالَ: ثَلَاثُ مِائَةِ دِينَارٍ بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِسِعْرِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا وَلَيْسَ مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ .[50]

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے آکر عرض کیا: فلاں قبیلہ کے یہودی مسلمان ہو گئے ہیں، اور وہ بھوک میں مبتلا ہیں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مرتد نہ ہو جائیں، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے پاس کچھ نقدی ہے (کہ وہ ہم سے بیع سلم کرے)؟ ایک یہودی نے کہا: میرے پاس اتنا اور اتنا ہے، اس نے کچھ رقم کا نام لیا، میرا خیال ہے کہ اس نے کہا: میرے پاس تین سو دینار ہیں، اس کے بدلے میں بنی فلاں کے باغ اور کھیت سے اس اس قیمت سے غلہ لوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیمت اور مدت کی تعیین تو منظور ہے لیکن فلاں کے باغ اور کھیت کی جو شرط تم نے لگائی ہے وہ منظور نہیں۔

خلاصۃ البحث:

مقالہ ھذا میں بیان کی گئی شرائطِ بیع کا خلاصہ یہ ہے کہ صارف کا عاقل ہونا ضروری ہے تاکہ کہ وہ چیز کی صحیح پہچان کر سکے۔ معاہدہ بیع کے انعقاد اور معاہدہ کے صحیح ہونے کے لئے ایجاب وقبول میں مطابقت کا پایا جانا ضروری ہے۔ کسی ایسی چیز کی ہر گز بیع نہ کریں جس چیز کا اس وقت وجود نہ ہو کیونکہ ایسی بیع منعقد ہی نہ ہوگی سوائے بیع سلم، صارف کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی چیز کی بیع نہ کرے جو مارکیٹ میں مال نہ کہلاتی ہو کیونکہ مال متقوم وہ ہے جس سے شرعاً انتفاع جائز ہے اگرچہ غیر مسلم کے حق میں وہ شئے مال ہو۔ صارف اس چیز کو مد نظر رکھے کہ وہ چیز جو یہ خرید رہا ہے اس میں کسی دوسرے کا حق نہ ہو ورنہ اس کے حقوق کا تحفظ کرنا مشکل ہوگا۔ خط وکتابت کے ذریعے سے بھی صارف اشیاء کو خرید وفروخت کر سکتا ہے۔ اگر صارف ایسی چیز کو خریدتا ہے جو مالک کے پاس موجود تو ہے لیکن وہ آگے منتقل کرنے پر قادر نہیں تو ایسی بیع منعقد نہیں ہوگی۔

---

[1] الاصفہانی، راغب، علامہ، المفردات مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران، ص67

[2] الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ حسینی حنفی، تاج العروس، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر 1306ھ، ج11 ص33

[3] الکاسانی، علامہ ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، مطبوعہ دار الحیاء التراث العربی بیروت 1421ھ، ج6 ص، 199

[4] الحصکفی، علامہ، علاؤالدین، الدر المختار، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ج4 ص502

[5] الموصلی، ابو الفضل عبداللہ بن محمود، الاختیار لتعلیل المختار،، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج2، ص3

[6] القرآن:29:4

7 ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد ابن قدامہ حنبلی، المغنی وشرح الکبیر، مکتبہ ریاض، ج4ص2

[8] الحطاب، محمد بن محمد بن عبدالرحمن الحطاب، مواہب الجلیل، دارالفکر بیروت، ج4ص255

9 الکاسانی، بدائع الصنائع، کتاب البیوع، ج11ص27

10 الزرکشی، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، البحرالمحیط فی اصول الفقہ،، دارالکتابی1414ھ، ج3ص327

11 العینی، علامہ بدرالدین، البنایہ، مکتبہ حقانیہ ملتان، ج7ص8

[12] تعارف: ڈاکٹر وہبہ الزحیلی عالمِ اسلام کے مشہور و معروف فقیہہ تھے، عرب ممالک کی کئی جامعات میں شعبہ فقہ وشریعہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں، جن میں جامعہ دمشق، جامعہ خرطوم سوڈان، جامعہ ریاض، جامع بن غازی لیبیا اور جامعہ متحدہ عرب امارات شامل ہیں، کئی معروف جامعات کا نصاب ترتیب دیا، فقہ وقانون میں مہارت رکھتے تھے، تفسیر، حدیث اور فقہ پر کئی تصانیف فرمائیں، الفقہ الاسلامی وادلتہ سب سے مشہور ہے، معروف جامعات کے نصاب میں آپ کی کتب شامل ہیں، پاکستانی جامعات میں ان کی تفسیر المنیر شامل نصاب ہے۔

13 الزحیلی، ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر سوریۃ، دمشق، 2009ء، ج5ص3077

14 ابن عابدین، محمد امین ابن عابدین شامی، ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی، دارالمعرفہ بیروت1395ھ، ج،4ص504

15 الآبی، صالح عبدالسمیع' جواہر الاکلیل، مطبوعہ دارالغد1439ھ، ج1ص22

16 الحجاوی، موسیٰ بن احمد، الاقناع، دارالکتب العلمیہ بیروت، ج2ص155

17 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص203

18 ابن عابدین، ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی، ج4ص505

19 ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، دارالکتب العلمیہ بیروت، ج5ص461

20 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص204

21 الموصلی، ابوالفضل عبداللہ بن محمود، الاختیار بتعلیل المختار،، دارالکتب العلمیہ بیروت،، ج2ص4

22 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص207

23 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص210

24 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص217

25 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص219

26 الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلۃ، ج5ص3321

27 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص201

28 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص221

29 الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5ص221

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1 (2024)

30 ایضاً

31 النووی، زکریا محی الدین ابن شرف، علامہ، المجموع شرح المھذب، مکتب العصریہ بیروت، ج9 ص246

32 نظام الدین، علامہ، الفتاویٰ الہندیہ، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ج3 ص4

33 الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج5 ص3079

34 ابن عابدین، فتاویٰ شامی، ج4 ص505

35 القرآن: 29:4

36 غفاری، نور محمد، ڈاکٹر، تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، ناشر شیخ الہند اکیڈمی کراچی، ص113

37 ایضاً

38 اعظمی، مولانا امجد علی، بہار شریعت، مکتبۃ المدینہ کراچی، ج2 حصہ 11، ص696

39 ایضاً

40 الجزری، علامہ عبد الرحمن الجزری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کتاب الرجوع' دار الفکر بیروت 1398ھ، ص48

41 الجزری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ص38

42 سعیدی، علامہ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، کتاب البیوع، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور 2009، ج4 ص110

43 سرخسی، شمس الائمہ محمد بن احمد، المبسوط، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' الطبع الثالث 1398ھ، ج14، ص2

44 النسائی، حافظ عبد الرحمٰن احمد بن اشعث، التوفی: 303ھ، السنن، مکتبۃ المطبوعات السلامۃ الحلب، 1986ء کتاب البیوع، باب. بیع العرایا بخرصھا تمرا، فصل. بیع الشعیر بالشعیر، رقم الحدیث: 4566

45 العسقلانی، فتح الباری، ج4، ص428

46 البقرہ: 2:282

47 سرخسی، شمس الائمہ محمد بن احمد، المبسوط، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت' الطبعۃ الثالثۃ' 1338ھ، ج12' ص124

48 المرغینانی، ابو الحسن علی بن ابی بکر حنفی، علامہ، متوفی 593ھ' ہدایہ اخیرین' ملخصاً مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، ص95-96

49 ابن ماجہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید، التوفی 273ھ، سنن ابن ماجہ، دار إحیاء الکتب العربیۃ 2009ء، کتاب التجارات، باب السلف في کیل معلوم ووزن معلوم إلی أجل معلوم، رقم الحدیث: 2280

50 ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب السلف في کیل معلوم ووزن معلوم إلی أجل معلوم، رقم الحدیث: 2281